بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد
Office Of The Sadr Majlis Ansarullah Bharat
دفتر صدر مجلس انصار اللہ بھارت
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516 Dt.Gurdaspur (PUNJAB)
Ph: +91-01872-220186, Fax : +91-01872-224186, Mob. +91-9815494687, E-Mail : ansarullahbharat@gmail.com

ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے

بیشمار لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں، پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہے اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ مورخہ 9رجون 2017 بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گزشتہ خطبہ میں میں نے بیان کیا تھا کہ روزوں اور رمضان کا مقصد جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ دلوں میں تقویٰ پیدا کرنا ہے اور اس حوالے سے میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات پیش کئے تھے کہ اس کے حصول کے کیا طریق ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ہمارے دلوں میں بٹھانے کے لئے مختلف جگہوں پر اس کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں تا کہ ہمارے دلوں میں اس کی اہمیت راسخ ہو جائے اور ہمارے ہر عمل اور خلق سے اس کا اظہار ہونے لگے کیونکہ اگر تقویٰ نہیں تو کسی بھی قسم کی نیکی نہیں ہو سکتی۔ عارضی اور وقتی نیکیاں ہر انسان کسی وقتی جوش اور وجہ سے کر لیتا ہے لیکن اس میں باقاعدگی تبھی آتی ہے جب حقیقی تقویٰ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں عجب خود پسندی مال حرام سے پرہیز اور بداخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق کا اظہار کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ادفع بالتی ھی احسن**۔ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اسے دے سکتے ہو۔

فرمایا: اخلاق سے کوئی صرف نرمی کرنا ہی مراد نہ لے لے۔ فرمایا خَلق اور خُلق دو لفظ ہیں جو بالمقابل معنوں پر دلالت کرتے ہیں۔ خَلق ظاہری پیدائش کا نام ہے۔ جیسے کان ناک یہانتک کہ بال وغیرہ بھی سب خَلق میں شامل ہیں اور خُلق باطنی پیدائش کا نام ہے۔ ایسا ہی باطنی قویٰ جو انسان اور غیر انسان میں مابہ الامتیاز ہیں وہ سب خُلق میں داخل ہیں یہانتک کہ عقل فکر وغیرہ تمام قوتیں خُلق ہی میں داخل ہیں۔

اخلاق سے مراد خدا تعالیٰ کی رضا جوئی کا حصول ہے اس لئے ضروری ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی کے موافق اپنی زندگی بنانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فرمایا کہ انک لعلی خلق عظیم۔ اور زندگی کے ہر میدان میں آپ نے اپنے خُلق کے وہ نمونے قائم کر دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں اور جس پر اپنی طاقت اور بساط کے مطابق چلنا ہر مؤمن کا فرض ہے۔ ایک وقت ہے کہ آپ فصاحت بیانی سے ایک گروہ کو تصویر کی صورت میں حیران کر دیتے تھے۔ ایک وقت آتا ہے کہ تیر و تلوار کے میدان میں بڑھ کر شجاعت دکھاتے ہیں سخاوت پر آتے ہیں تو سونے کا پہاڑ بخشتے ہیں۔ حلم میں اپنی شان دکھاتے ہیں تو واجب القتل کو چھوڑ دیتے ہیں۔ الغرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بےنظیر اور کامل نمونہ ہے جو خدا تعالیٰ نے دکھا دیا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ آپ کے پاس اس قدر بھیڑ بکریاں تھیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی نہ ہوں آپ نے وہ سب ایک سائل کو بخش دیں۔ خُلق کا یہ اظہار ہے۔ اب اگر پاس نہ ہوتا تو کیا بخشتے۔ پھر ایک اور رنگ ہے اگر حکومت کا رنگ نہ ہوتا تو یہ کیونکر ثابت ہوتا کہ آپ واجب القتل کفار کو باوجود مقدرت انتقام کے بخش سکتے ہیں جنہوں نے صحابہ کرام اور حضور علیہ السلام اور مسلمان عورتوں کو سخت سے سخت اذیتیں اور تکلیفیں دی تھیں جب وہ سامنے آئے تو آپ

نے فرمایا۔ لا تثریب علیکم الیوم۔ پس یہ وہ کامل نمونے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس رسول کے اسوے کی تم بھی حتی الوسع اپنی طاقت اور اپنی استعدادوں کے مطابق پیروی کرو۔اس کے لئے کوشش اور مجاہدے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا دعا سے کام نہ لے گا وہ غمرۃ جو دل پر پڑ جاتا ہے دور نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر وا ما بانفسھم۔ یعنی خدا تعالیٰ ہر قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لا تبدیل سنت ہے جیسے فرمایا۔ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا۔ پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کرسکتے ہیں جب مجاہدہ اور دعا سے کام لے ورنہ ممکن نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ انسان کے اخلاق جتنے بھی گرے ہوئے ہوں اگر اصلاح کرنا چاہے تو اصلاح ہوسکتی ہے۔فرمایا کہ اس کے لئے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔فرمایا: اصل بات یہ ہے کہ کسل اور سستی نہ ہو اور ہاتھ پیر ہلاوے تو تبدیل ہو سکتے ہیں۔جن حکماء کا یہ خیال ہے کہ تبدیل اخلاق ممکن نہیں وہ غلطی پر ہیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ملازمت پیشہ لوگ جو رشوت لیتے ہیں جب وہ سچی توبہ کر لیتے ہیں پھر اگر ان کو کوئی سونے کا پہاڑ بھی دے تو اس پر نگاہ نہیں کرتے۔

پھر آپ اخلاق کی درستی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: یادرکھو کہ پیرانہ سالی دو قسم کی ہوتی ہے۔طبعی اور غیر طبعی۔طبعی ظاہری جسم کا بڑھاپا ہے اور غیر طبعی وہ ہے کہ کوئی اپنے امراض لاحقہ کا فکر نہ کرے۔ جو مرضیں ہیں ان کی فکر نہ کرو تو وہ انسان کو کمزور کر کے قبل از وقت پیرانہ سال بنا دیں گی۔ بوڑھا کر دیں گی۔فرمایا کہ ایسا ہی اندرونی اور روحانی نظام میں بھی ہوتا ہے۔اگر کوئی اپنے اخلاق فاسدہ کو اخلاق فاضلہ اور خصائل حسنہ سے تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اخلاقی حالت بالکل گر جاتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد اور قرآن کریم کی تعلیم سے یہ امر بداہت ثابت ہو چکا ہے کہ ہر ایک مرض کی دوا ہے لیکن اگر کسل اور سستی انسان پر غالب آ جاوے تو بجز ہلاکت کے اور کیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: پس آجکل اس سستی کے دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سامان مہیا فرمائے ہیں اس ماہ میں اخلاق کی بہتری کی طرف بھی ہر ایک کو توجہ دینی چاہئے اور کمزوریوں اور گناہوں سے بچنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔اگر توجہ نہ کی اس ماحول کے باوجود تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تو پھر بڑھاپے کی حالت میں چلا جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور بغیر تقویٰ کے انسان حاضر ہوتا ہے۔

پھر حصول اخلاق کے لئے توبہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: توبہ دراصل حصولِ اخلاق کے لئے بڑی محرک اور مؤید چیز ہے اور انسان کو کامل بنا دیتی ہے یعنی جو شخص اپنے اخلاقِ سیئہ کی تبدیلی چاہتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ سچے دل اور پکے ارادے کے ساتھ توبہ کرے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ توبہ کے تین شرائط ہیں بدوں ان کی تکمیل کے سچی توبہ جسے توبۃ النصوح کہتے ہیں حاصل نہیں ہوتی۔

ان ہر سہ شرائط میں سے پہلی شرط جسے عربی زبان میں اقلاع کہتے ہیں یہ ہے کہ ان خیالاتِ فاسدہ وتصورات بد کو چھوڑ دے۔مثلاً اگر ایک شخص کسی عورت سے کوئی ناجائز تعلق رکھتا ہو تو اسے توبہ کرنے کے لئے پہلے ضروری ہے کہ اس کی شکل کو بدصورت قرار دے اور اس کی تمام خصائل رذیلہ کو اپنے دل میں مستحضر کرے کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے تصورات کا اثر بہت زبردست اثر ہے اور میں نے صوفیوں کے تذکروں میں پڑھا ہے کہ انہوں نے تصور کو یہانتک پہنچایا کہ انسان کو بندر یا خنزیر کی صورت میں دیکھا۔غرض یہ ہے کہ جیسا کوئی تصور کرتا ہے ویسا ہی رنگ چڑھ جاتا ہے۔پس جو خیالات بدلذات کا موجب سمجھے جاتے تھے ان کا قلع قمع کرے۔ یہ پہلی شرط ہے۔

دوسری شرط ندم یعنی پشیمانی ہے۔پس گناہ اور بدی کے ارتکاب پر پشیمانی ظاہر کرے اور یہ خیال کرے کہ یہ لذات عارضی اور چندروزہ ہیں۔اور پھر یہ بھی سوچے کہ ہر مرتبہ اس لذت اور حظ میں کمی ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ بڑھاپے میں آ کر جبکہ قویٰ بیکار اور کمزور ہو جائیں گے آخر ان سب لذات دنیا کو چھوڑنا ہوگا۔پس جبکہ خود زندگی ہی میں یہ سب لذات چھوٹ جانے والی ہیں تو پھر ان کے ارتکاب سے کیا حاصل؟ بڑا ہی خوش قسمت ہے وہ انسان جو توبہ کی طرف رجوع کرے اور جس میں اول اقلاع کا خیال پیدا ہو یعنی خیالات فاسدہ وتصورات بیہودہ کا قلع قمع کرے۔جب یہ نجاست اور ناپاکی نکل جاوے تو پھر نادم ہو اور اپنے کئے پر پشیمان ہو۔

تیسری شرط عزم ہے۔یعنی آئندہ کے لئے مصمم ارادہ کرنا کہ پھر ان برائیوں کی طرف رجوع نہ کرے گا۔آپ فرماتے ہیں کہ ہماری جماعت میں شہ

زور اور پہلوانوں کی طاقت رکھنے والے مطلوب نہیں۔ بلکہ ایسی قوت رکھنے والے مطلوب ہیں جو تبدیل اخلاق کے لئے کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ ایک امر واقعی ہے کہ وہ شہ زور اور طاقت والا نہیں جو پہاڑ کو جگہ سے ہٹا سکے۔ اصلی بہادر وہ ہے جو تبدیل اخلاق پر مقدرت پاوے۔ پس یاد رکھو کہ ساری ہمت اور قوت تبدیل اخلاق میں صرف کرو کیونکہ یہی حقیقی قوت اور دلیری ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں: اخلاقی حالت ایک ایسی کرامت ہے جس پر کوئی انگلی نہیں رکھ سکتا اور یہی وجہ ہے کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے بڑا اور قوی اعجاز اخلاق کا ہی دیا گیا ہے۔ جیسے فرمایا۔ **انک لعلی خلق عظیم**۔ یوں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے خوارق، قوت ثبوت میں جملہ انبیا علیہ السلام کے معجزات سے بجائے خود بڑھے ہوئے ہیں مگر آپ کے اخلاقی اعجاز کا نمبر ان سب سے اول ہے جس کی نظیر دنیا کی تاریخ نہیں بتلا سکتی اور نہ پیش کر سکے گی۔

آپؑ فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو اپنے اخلاق سیّئہ کو چھوڑ کر عادات ذمیمہ کو ترک کر کے خصائل حسنہ کو لیتا ہے، اس کے لئے وہی کرامت ہے۔ مثلاً اگر بہت ہی سخت تند مزاج اور غصہ وران عادت بد کو چھوڑتا ہے اور حلم اور عفو کو اختیار کرتا ہے تو بے شک یہ کرامت ہے۔ یا عفو کو اختیار کرتا ہے یا امساک کو چھوڑ کر سخاوت اور حسد کی بجائے ہمدردی حاصل کرتا ہے تو بیشک یہ کرامت ہے۔ اور ایسا ہی خود ستائی اور خود پسندی کو چھوڑ کر جب انکساری اور فروتنی اختیار کرتا ہے تو یہ فروتنی کرامت ہے۔ پس تم میں سے کون ہے جو نہیں چاہتا ہے کہ کراماتی بن جاوے۔ میں جانتا ہوں ہر ایک یہی چاہتا ہے۔ انسان اخلاقی حالت کو درست کرے کیونکہ یہ ایک ایسی کرامت ہے جس کا اثر کبھی زائل نہیں ہوتا بلکہ نفع دور تک پہنچتا ہے۔ فرمایا کہ مؤمن کو چاہئے کہ خلق اور خالق کے نزدیک اہل کرامت ہو جاوے۔ فرمایا کہ بہت سے رند اور عیاش ایسے دیکھے گئے ہیں جو کسی خارق عادت نشان کے قائل نہیں ہوئے لیکن اخلاقی حالت کو دیکھ کر انہوں نے بھی سر جھکا لیا ہے اور بجز اقرار اور قائل ہونے کے دوسری راہ نہیں ملی۔ پس فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے سوانح میں اس امر کو پاؤ گے کہ انہوں نے اخلاقی کرامات ہی دیکھ کر دین حق کو قبول کر لیا ہے۔

پھر ایمان لانے کے مختلف وجوہ کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ : فاسق آدمی جو انبیا کے مقابل پر تھے خصوصا وہ لوگ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقابلہ پر تھے ان کا ایمان لانا معجزات پر منحصر نہ تھا اور نہ معجزات اور خوارق ان کی تسلی کا باعث تھے بلکہ وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اخلاق فاضلہ کو ہی دیکھ کر آپ کی صداقت کے قائل ہو گئے تھے۔ فرمایا اخلاق حمیدہ کی زد ان لوگوں پر بھی پڑتی ہے جو کئی قسم کے نشانات کو دیکھ کر بھی اطمینان اور تسلی نہیں پا سکتے۔ بات یہ ہے کہ بعض آدمی ظاہری معجزات اور خوارق کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں اور بعض حقائق اور معارف کو دیکھ کر ایمان لاتے ہیں مگر اکثر لوگ وہ ہوتے ہیں جن کی ہدایت اور تسلی کا موجب اخلاق فاضلہ ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا : بیشمار لوگ آجکل بھی جو احمدیت میں داخل ہوتے ہیں کسی نہ کسی احمدی کے اخلاق سے متاثر ہو کر یا مجموعی طور پر جماعت کے اخلاق سے متاثر ہو کر احمدی ہو رہے ہوتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر نظر رکھنی چاہئے کہ اخلاق صرف اسے تقویٰ میں بڑھانے کے لئے نہیں ہیں بلکہ ایک دینی فریضہ ہے اور دوسروں کی اصلاح کا ذریعہ بھی ہیں۔ اس لئے ہر احمدی کو اپنے اخلاق پہ نظر رکھنی چاہئے۔

ایمان کا طریق کیا ہے اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ سے اصلاح چاہنا اور اپنی قوت خرچ کرنا یہی ایمان کا طریق ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو یقین سے اپنا ہاتھ دعا کے لئے اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا رد نہیں کرتا ہے۔ پس خدا سے مانگو اور یقین اور صدق نیت سے مانگو۔ فرماتے ہیں کہ میری نصیحت پھر یہی ہے کہ اچھے اخلاق ظاہر کرنا ہی اپنی کرامت ظاہر کرنا ہے۔ دیکھو یہ کروڑ ہا مسلمان جو روئے زمین کے مختلف حصص میں نظر آتے ہیں کیا یہ تلوار کے زور سے جبر و اکراہ سے ہوئے ہیں؟ نہیں۔ یہ بالکل غلط ہے یہ اسلام کی کرامتی تاثیر ہے جو ان کو کھینچ لائی ہے۔ بڑے بڑے محقق انگریزوں کو یہ بات ماننی پڑی ہے کہ اسلام کی سچائی کی روح ہی ایسی قوی ہے جو غیر قوموں کو اسلام میں آنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

پھر اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اخلاق بھی رزق کی طرح ہیں اور ان کا اظہار اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق کے خرچ کرنے کی طرح ہے اور یہ بھی تقویٰ کی ایک عملی جزو اور حصہ بھی ہے آپ فرماتے ہیں کہ عام لوگ رزق سے مراد اشیائے خوردنی لیتے ہیں۔ یہ غلط ہے فرمایا کہ جو کچھ قویٰ کو دیا جاوے وہ بھی رزق ہے۔ علوم وفنون وغیرہ معارف حقائق عطا ہوتے ہیں۔ جسمانی طور پر معاش مال میں فراخی ہو۔ سب رزق ہے۔ بندے کی صلاحیتیں اس کے اخلاق اس کا مال ہر چیز۔ فرمایا کہ رزق میں حکومت بھی شامل ہے اور اخلاقِ فاضلہ بھی رزق ہی میں داخل ہیں۔

یہ یاد رکھو کہ وہی بخیل نہیں ہے جو اپنے مال میں سے کسی مستحق کو کچھ نہیں دیتا بلکہ وہ بھی بخیل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہو اور وہ دوسروں کو سکھانے میں مضائقہ کرے۔فرمایا محض اس خیال سے اپنے علوم وفنون سے کسی کو واقف نہ کرنا کہ اگر وہ سیکھ جاوے گا تو ہماری بے قدری ہو جاوے گی یا آمدنی میں فرق آجائے گا شرک ہے کیونکہ اس صورت میں وہ اس علم یا فن کو ہی اپنا رازق اور خدا سمجھتا ہے۔اسی طرح پر جو اپنے اخلاق سے کام نہیں لیتا وہ بھی بخیل ہے۔اخلاق کا دینا یہی ہوتا ہے کہ جو اخلاقِ فاضلہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے دے رکھے ہیں اس کی مخلوق سے ان اخلاق سے پیش آوے۔فرمایا وہ لوگ اس کے نمونہ کو دیکھ کر خود بھی اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔

اخلاق سے اس قدر ہی مراد نہیں ہے کہ زبان کی نرمی اور الفاظ کی نرمی سے کام لے۔نہیں بلکہ شجاعت مروت عفت جس قدر قوتیں انسان کو دی گئی ہیں دراصل سب اخلاقی قوتیں ہیں ان کا برمحل استعمال کرنا ہی ان کو اخلاقی حالت میں لے آتا ہے۔

اپنی جماعت کے افراد کا اعلیٰ اخلاق پر فائز ہونے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی نصیحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے ہمسایہ کو اپنے اخلاق میں تبدیلی دکھاتا ہے پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے وہ گویا ایک کرامت دکھاتا ہے۔اس کا اثر ہمسایہ پر بہت اعلیٰ درجہ کا پڑتا ہے۔جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عنداللہ ماخوذ ہوتا ہے۔وہ صرف اپنے آپ کو ہی ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔پس جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔جہاں عاجز آجاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے ہم تجربہ سے کہتے ہیں کہ ہماری ہزارہا دعائیں قبول ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔فرماتے ہیں: یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔اگر میں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے تو میرا فرض ہے کہ میں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ کوئی اس پر عمل کرتا ہے یا نہیں۔

پس ہمارے ہر عمل سے یہ ثابت ہونا چاہئے کہ ہم نے آپ کی بیعت میں آکر اپنے اندر اخلاقی تبدیلیاں پیدا کیں پاک تبدیلیاں پیدا کی ہیں اور پھر لوگوں کو یہ بتائیں بھی اور یہی تبلیغ کا ذریعہ ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنے اخلاق میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اعلیٰ اخلاق کے ہر وقت اظہار کی توفیق عطا فرمائے اور ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق ہی اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا : نماز کے بعد میں دو جنازے غائب بھی پڑھاؤں گا ایک مکرم لطف الرحمن محمود صاحب امریکہ کا ہے جو مکرم میاں عطاء الرحمن صاحب کے بیٹے تھے۔27رمئی 2017ء کو ان کی وفات ہوئی ہے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔دوسرا جنازہ عزیزم مرزا عمر احمد صاحب کا ہے جو صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب مرحوم کے بیٹے تھے۔5رجون دوپہر دو بجے طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں 67 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوگئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔حضور انور نے ہر دو مرحومین کے اوصاف حمیدہ بیان فرمائے۔ ☆......☆

Khulasa Khutba Jumma Huzoor Anwar 9th June 2017

BOOK POST (PRINTED MATTER)

To ....
....
....
....

From : Office Ansarullah Bharat, Aiwan-e-Ansar
Mohalla Ahmadiyya Qadian-143516, Dt.Gurdaspur, PUNJAB